داعیان کی فکری سمتیں

فضیلۃ الشیخ ربیع بن ہادی المدخلی حفظہ اللہ

(سابق صدر شعبۂ سنت، مدینہ یونیورسٹی)

ترجمہ: طارق علی بروہی

مصدر: کتاب منہج الأنبیاء فی الدعوۃ الی اللہ فیہ الحکمۃ والعقل۔

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ حفظہ اللہ اپنی کتاب میں یہ واضح کرنے کے بعد کہ کسی بھی زمان و مکان میں دعوت الی اللہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج سے ہٹا نہیں جاسکتا، فرماتے ہیں۔

یہ ایک خطرناک معاملہ ہے، واجب ہے کہ اس بارے میں داعیان اپنے عقلوں کی جانب رجوع کریں اور اپنے مواقف کو بدلیں۔

کیا ساری امت بالخصوص اس کے مبلغین اور داعیان نے اس عظیم منہج سے کچھ فائدہ اٹھایا بھی ہے یعنی انبیاء کرام علیہم السلام کے توحید کا شدید اہتمام کرنے اور اسے اپنی دعوت کا نکتۂ آغاز بنانے کا منہج؟!!

جواب: بلاشبہ امت اسلامیہ کی حالت زار اس تعلق سے نہایت تکلیف دہ اور کڑوی حقیقت ہے، فرد، یا ساری امت اس کی کربنا کی سے تڑپ تڑپ کر مرجائے تو اس کے لئے حق ہے کہ وہ مرجائے۔

وہ کیوں؟!!

اس لئے کہ امت اسلامیہ کی اکثریت بالخصوص اس کے مبلغ ومفکر اس منہج سے ناواقف ہیں اور بعض جان کر بھی تجاہلِ عرفانہ برت رہے ہیں، اور شیاطین ان کے اور اس عظیم منہج کے درمیان آڑ بن گئے ہیں، جس کی وجہ سے انہوں نے انہیں اس راہ سے دور کردیا ہے، انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کا منہج چھوڑ کر ایسے طریقے اپنائے جس نے ان کے دین و دنیا برباد کردی، اس سے رسول اللہ الصادق والمصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشن گوئی امت کے تعلق سے سچی ہوگئی:

”لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتَّى لَوْ سَلَكُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوهُ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ

الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى، قَالَ: فَمَنْ"[1]

(تم ضرور اپنے سے پہلی امتوں کے طریقوں کی بالشت بھر بالشت اور ہاتھ بھر ہاتھ اتباع کروگے، حتی کہ اگر وہ کسی گوہ کے سوراخ میں بھی چلے تھے تو تم بھی ضرور چلوگے، ہم نے کہا: یارسول اللہ! کیا یہود ونصاریٰ کے؟ آپ نے فرمایا: اگر وہ نہیں تو پھر کون؟)۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

"افْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى إِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَتَفْتَرِقُ هَذِهِ الأُمَّةُ عَلَى ثَلاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ، إِلَّا وَاحِدَةً وَهِيَ الْجَمَاعَةُ"[2]

(یہود اکہتر (71) فرقوں اور نصاریٰ بہتّر (72) فرقوں میں بٹ گئے اور عنقریب یہ امت بھی تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی، وہ تمام کے تمام آگ میں جائیں گے، سوائے ایک کے۔ اور وہ (نجات پانے والا) ایک جماعت ہیں)۔

ایک اور روایت میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:

---

[1] أخرجه البخاري، 60- كتاب الأنبياء، 50- باب ما ذكر عن بني إسرائيل، حديث (3456)، 96- كتاب الاعتصام، 14- باب قول النبي –صلى الله عليه وسلم- : لتتبعن سنن من كان قبلكم، حديث (7320)، ومسلم، 47- كتاب العلم، 3- باب اتباع سنن اليهود والنصارى، حديث (6)، وأحمد في المسند (84،89،94/3)، من حديث أبي سعيد مرفوعاً. وابن ماجة، 36- كتاب الفتن، 17- باب افتراق الأمم، حديث (3994)، وأحمد (327/2)، من حديث أبي هريرة.قال البوصيري في الزوائد : إسناده صحيح، ورجاله ثقات.وأخرجه ابن أبي عاصم في السنَّة (36،37/1)، من حديث أبي هريرة وعبد الله ابن عمرو وأبي سعيد وصحح بعضها وحسن البعض الآخر.

[2] أخرجه أبو داود، 34- كتاب السنَّة، حديث (4597)،وأخرجه أحمد (102/4)، و الدارمي (185/2)، حديث (2521)، والحاكم في المستدرك (128/1) من حديث معاوية رضي الله عنه .وأخرجه ابن ماجة، 36- كتاب الفتن: 17- باب افتراق الأمم، حديث (3993) من حديث عوف بن مالك. وأخرجه ابن أبي عاصم في السنَّة (32/1) وقال الألباني: إسناده جيد . وأخرجه أبو داود 34- كتاب السنَّة: باب شرح السنَّة، حديث (4596)، والترمذي 41- كتاب الإيمان، 18- باب ما جاء في افتراق هذه الأمة، حديث (2630)، وأحمد (332/2)، وابن ماجة، 17- باب افتراق الأمم، حديث(3991) من حديث أبي هريرة،وأخرجه ابن أبي عاصم في السنَّة (32/1) قال الألباني: وهو صحيح وله شواهد كثيرة بعضها في الصحيحين. وأخرجه أحمد (120،145/3) من حديث أنس من طريقين.وأخرجه ابن أبي عاصم في السنَّة (32/1) وقال الألباني: والحديث صحيح قطعاً لأنَّ له ست طرق وشواهد عن جمع من الصحابة.

”مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي“[3]

(پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کونسی جماعت ہے؟ آپ نے فرمایا: جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں)۔

اور مسلمان فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ”غثاء السیل“ (سیلابی ریلے میں بہنے والی خس وخاشاک) کی طرح ہوگئے:

”يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا، فَقَالَ قَائِلٌ: وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ وَلَكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزَعَنَّ اللهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ اللهُ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ“[4]

(قریب ہے کہ قومیں تم پر حملے کے لئے ایک دوسرے کو اس طرح بلائیں گی جیسے کھانا کھانے والوں کو کھانے کی پلیٹوں کی طرف بلایا جاتا ہے، کسی کہنے والے نے کہا: کیا یہ اس وقت ہماری قلتِ تعداد کے سبب ہوگا؟ فرمایا: نہیں، بلکہ تم تو اس وقت بہت زیادہ ہوگے، لیکن تمہاری یہ کثرت تعداد سیلابی ریلے میں آنے والی خس وخاشاک کی مانند ہوگی، اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارے رعب ودبدبے کو نکال دے گا اور تمہارے دل میں ”وہن“ ڈال دے گا۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ وہن کیا ہے؟ فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے ناگواری)۔

واقعی، مسلمان سیلابی ریلے والی خس وخاشاک کی طرح ہوگئے اور ان پر قومیں ایسے ہی ٹوٹ پڑیں جیسا کہ بھوکے کھانے کی پلیٹوں پر پل پڑتے ہیں، انہوں نے مسلمانوں کے اپنے ہی آنگن میں مسلمانوں کو ادھیڑ دیا، ذلیل کیا، غلام بنایا اور خود ان کے وطن، جان اور مال کے مالک بن بیٹھے، ان کے وسائل کو خوب لوٹا اور ان کے اخلاق کو بری طرح تباہ کیا، یہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج سے ہٹنے کا لازمی نتیجہ تھا۔

ان دردناک حالات کی مدہوشی میں لمبا وقت گزرنے کے بعد بہت سے لوگوں نے آنکھیں کھولیں، خواب غفلت سے بیدار ہوئے اور مسلمانوں کو اللہ کی طرف پلٹنے کی دہائی دینے لگے کہ رجوع الی اللہ ہی ان کی نجات کا واحد راستہ ہے۔

---

[3] أخرجه الترمذي، 41 –كتاب الإيمان، حديث (2641) من حديث عبد الله بن عمرو بن العاص.

[4] أخرجه أبو داود، 31– كتاب الملاحم، 5– باب في تداعي الأمم على الإسلام، حديث (4297)، وأحمد (278/5)، وأبو نعيم في الحلية (182/1). وله شاهد من حديث أبي هريرة رواه أحمد (359/2) فهو صحيح.وصححه الألباني انظر الصحيحة (684/2) رقم (958)

اس مقصد کی وضاحت کے لئے کتابیں لکھی گئی، تقاریر و خطبے دئے گئے، لوگوں کی توجہ مبذول کروائی گئی، اور مسلمانوں کی عزت وعظمت کی بحالی اور انہیں ذلّت اور رسوائی کے عمیق غار سے نکالنے کے لئے لائحہ عمل ترتیب دیے جانے لگے، غرض یہ کہ ہر ایک نے جسے حق سمجھا اس کی تبلیغ کے لئے اپنی کوششیں تیز تر کر دیں۔

حق تو یہ ہے کہ انہوں نے اخلاقی، معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی میدان میں مسلمانوں کے لئے بہت کچھ پیش کیا اور یہ کام کئی پلیٹ فارموں سے کیا گیا۔ اگر ان کی کوششیں متحد ہوتیں اور ان کا نکتہ آغاز بھی وہیں سے ہوتا جہاں سے انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی دعوت کا آغاز کیا اور وہ محنت کے ساتھ اس جادہء حق پر چلتے تو اپنی امت کو کئی مشکلات و مصائب سے چھٹکارا دلاتے جن میں وہ مبتلا ہے اور اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاتے۔

اسلامی کاز کے لئے ہونے والی کوششوں کے مختلف پلیٹ فارموں اور رجحانات میں سے تین اہم ہیں، جن کا ہم ذکر کرتے ہیں:

1- ایک جماعت نے عقیدہ اور دعوت کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج کو اختیار کیا، کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے تھاما۔ اپنے عقیدے، عبادات اور دعوت کے لئے سلف صالحین کے خطوط پر لائحہ عمل متعین کیا۔

یہ وہ صحیح سمت تھی جس پر امت کو توجہ دینی اور اس کے گرد جمع ہونا ضروری تھا، اللہ تعالی کے اس فرمان پر عمل درآمد کرتے ہوئے کہ:

﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا﴾

(تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو)

تب ان کی محنتیں بار آور ہوتیں اور رب العالمین کی رضا حاصل ہوتی، ان کی عظمت، شان شوکت مضبوط ہوتی اور وہ اس کے ذریعے اپنے مقصود سیادت و قیادت وسعادت کے مقام پر فائز ہوتے۔ اس جہت کو اپنانے والوں پر مؤاخذہ یہ ہے کہ اس کے افراد نے اس عظیم الشان دعوت حق کو پیش اور اجاگر کرنے کے لئے دعوت اور لٹریچر وغیرہ کے ذریعے وہ مادی اور معنوی کوششیں نہیں کیں اور اس قوت سے اس حق کو پیش نہیں کیا جس کی اس دعوت کا مقام و مرتبت اور جلالتِ قدر تقاضہ کرتی ہے۔

2- دوسرے نکتۂ نظر کی حامل وہ جماعت ہے جس نے اسلام کے بعض اعمال کا تو بڑی شد و مد سے اہتمام کر لیا۔ لیکن صوفیوں کی خرافات ان پر غالب آگئیں، جس نے ان کے عقیدۂ توحید کو بری طرح پامال کر ڈالا۔ اس جماعت کے متبعین کے عقائد و عبادات میں بہت سی چیزیں قابل مؤاخذہ ہیں۔

شیخ تقی الدین الہلالی (المراکشی) اور جامعہ الاسلامیہ، مدینہ نبویہ کے فارغ التحصیل شیخ (میجر) محمد اسلم (پاکستانی) رحمہ اللہ نے اس جماعت کے نکتۂ نظر پر ضروری نقد و تبصرہ کیا ہے۔ اس جماعت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس سے استفادہ کرے اور راہ حق وصواب کی طرف پلٹے[5]۔

3- تیسرے مکتبۂ فکر کی حامل وہ جماعت ہے جس نے اسلام کی سیاسی، اقتصادی اور اجتماعی نظام کے گوشوں کا اہتمام کیا اور اپنی تگ ودو کو لائبریریوں، منبر ومحراب، کالجوں اور یونیورسٹیوں تک وسعت دی، ان کی یہ کوششیں لائق قدر ہیں۔

لیکن ان پر یہ مؤاخذہ ہے کہ انہوں نے سیاسی میدان میں اسلامی سیاست، اللہ کی حاکمیت کی دعوت، اسلامی ریاست کے قیام کے نام پر کچھ ایسی باتیں لکھیں جو قابل گرفت ہیں۔

انہوں نے اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے امت اسلامیہ کے نوجوانوں کو اپنی طاقت بروئے کار لانے اور اپنی توانائیاں کھپانے کا احساس دلایا، اور اپنی دعوت کو پیش کرنے کے لئے دلکش اور عقلوں کو فریفتہ کرنے والے طاقتور طریقے آزمائے، اور اسلامی معیشت کے محاسن پر کتابیں لکھیں۔ جس میں بہت سے خوبیاں اور فائدہ مند چیزیں بھی ہیں جس کی امت اسلامیہ اس وقت کے تناظر میں محتاج تھی، تو اس معاملے میں ان کی تعریف کی جائے گی[6]۔

اس حیثیت سے بھی ان پر مؤاخذہ ضروری ہے کہ انہوں نے اسلام کے ان گوشوں پر توجہ تو دی لیکن عقیدے کے معاملے میں واضح کوتاہی کی۔ اگر وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے منہج پر چلتے ہوئے، اور ان گوشوں کا جتنا اہتمام کرتے اور زور لگاتے ہیں کم از کم اتنا ہی عقیدہ کی اصلاح اور منہج الانبیاء پر لگادیتے، اپنی قلمی وجسمانی کاوشوں کو شرک کی بیخ کنی، مظاہر شرک اور بدعات وخرافات کے مٹانے پر لگاتے تو وہ اسلام اور مسلمانوں کو بہت سی بھلائیاں عطاء کر جاتے اور شرعی اصول کے مطابق گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوتے (یعنی شریعت کا جو گھر ہے اس کا اصل دروازہ عقیدہ ہے اس سے اپنی دعوت کی ابتداء کرنے والے ہوتے)، اور ان کی دعوت حقیقی معنوں میں انبیاء علیہم السلام کے منہج پر ہوتی۔ لیکن افسوس کہ ان کی دعوت اس فکر سے شروع ہوئی جس کا تذکرہ میں نے پہلے کیا ہے۔ میں بھی ان بے شمار لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اس فکری پیداوار کو پڑھا اور فرمانِ الٰہی:

---

5 تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری نشر کردہ کتاب "تبلیغی جماعت سے متعلق علماء اہل سنت والجماعت کے اقوال" از شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

6 یہ کلام میرا اس وقت کا ہے جب ان کی بہت سے کاوشوں کے بارے میں میرا تصور غیر واضح تھا۔ پھر الحمدللہ جب ان کی تمام باتیں مجھ پر آشکارا ہوئیں تو میں نے پایا کہ اکثر جو کچھ انہوں نے امت کے لئے پیش کیا ہے اس میں ضرر وخطر ہی تھا۔

﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ﴾ (آل عمران:187)

(جب کہ اللہ نے ان سے جنہیں کتاب دی گئی یہ عہد لیا کہ تم ضرور اسے لوگوں کے سامنے بیان کروگے اور نہیں چھپاؤ گے)

کے مطابق صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر ہمارے دور کے مخلص علماء اور دعاۃ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے سامنے احساسِ ذمہ داری کے بوجھ سے عہدہ براء ہونے کے جذبے کے ساتھ اس نکتہ نظر کے قائدین پر کچھ ملاحظات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اور جو لوگ اس مکتبۂ فکر کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس بھائی کے ساتھ حسن ظن رکھیں اور اس کے ساتھ اللہ کے سامنے جواب دہی کے احساس اور اس کے بوجھ میں شریک ہوں اور اپنے سینوں کو اس تنقید کے لئے کشادہ رکھیں، جس کے بارے میں مجھے امید ہے کہ وہ امت اسلامیہ کے لئے تعمیر اور ہدایت و بھلائی کا پیش خیمہ ہوگی۔

ساتھ ہی یہ بھی یاد دلادوں کہ رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بعض باتوں پر مناقشہ بھی فرماتے اور کشادہ دلی کے ساتھ ان کے مناقشہ کو سنتے، کبھی کبھی صحابہ کرام آپ ﷺ کو اپنی فکر و نظر سے مشورہ دیتے، کوئی ٹھیک رائے ہوتی تو اپنی رائے سے دست بردار ہو جاتے، اور کبھی تو یہاں تک بھی ہوتا کہ ان کی آراء کی تائید میں قرآن نازل ہوتا۔

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب و سنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی و مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن و سنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں
info@tawheedekhaalis.com اور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتویٰ دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔